محمد عابد مسعود ڈوگر

7 ستمبر...... یومِ تحفظِ ختم نبوت ﷺ

سات ستمبر کا دن پاکستان کے مسلمانوں کے لیے خصوصی طور پر اور دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے مسلمانوں کے لیے عمومی طور پر ایک یادگار اور تاریخی دن ہے۔ یہ دن جب ہر سال ستمبر کے مہینے میں لوٹ کر آتا ہے تو ہمیں اس تاریخ ساز فیصلے کی یاد دلاتا ہے جو پاکستان کی قومی اسمبلی نے عقیدۂ ختم نبوت کی حقانیت کا برملا اور متفقہ اعلان کرتے ہوئے جاری کیا تھا۔ اسی عظیم اور تاریخ ساز فیصلے کی رو سے قادیانی نبوت اور اس کے ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا گیا تھا۔ قومی اسمبلی نے جمہوری طریقے کے مطابق متفقہ طور پر یہ بل پاس کیا۔ عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کے ایمان کی اصل اور اساس ہے۔ ختم نبوت کا منکر بالاتفاق دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ حضور اکرم ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ آپ ﷺ نبیٔ آخر الزماں ہیں۔ قرآن پاک اور احادیث میں اس کا واضح اعلان موجود ہے۔ جھوٹے مدعیان نبوت کا سلسلہ حضور اکرم ﷺ کے آخری دور سے شروع ہوتا ہے۔

اسود عنسی حضور اکرم ﷺ کے آخری لمحات میں حضور اکرم ﷺ کے حکم سے جہنم رسید ہوا جبکہ مسیلمہ کذاب حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد ایک بڑا لشکر بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اپنے اس اعلان سے لوگوں کو گمراہ کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے اسے اپنی نبوت میں شریک کر لیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد اور اپنی خلافت کے تمام تر نامساعد حالات کے باوجود مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کا اعلان کر کے لشکر کشی فرمائی، چونکہ دوسری بہت سی جگہوں پر اس وقت اسلامی فوج مصروف تھی اور تمام جوان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان معرکوں میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے۔ اس لیے اس لشکر میں اصحاب بدر مفسر، محدث، حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ مسیلمہ کذاب کا لشکر تیس ہزار سے کچھ زائد تھا۔ سخت قسم کا معرکہ ہوا۔ اس موقع پر بارہ سو سے زائد مذکورہ بالا صفات کے حامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کے لیے قربان ہو گئے۔ مسیلمہ کذاب اپنے لشکر سمیت جہنم رسید ہو کر گزشتہ زمانے کی ایک کہانی بن گیا۔ اس دجال سے لے کر مرزا قادیان تک بہتر (۷۲) کے قریب سیاہ بختوں نے نبوت کی عظیم دیوار میں نقب لگانے کی کوشش کی۔ ان تمام کو امت مسلمہ نے بالاتفاق مسترد کر دیا۔ بعض کے خلاف تو جہاد کیا، بعض کو دیس نکالا دے ڈالا اور بعض کے خلاف تردیدی مہم چلائی۔ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق نبوت کے ہر مدعی کو کذاب اور دجال قرار دے کر اسلام کی مہکتی ہوئی بستی سے کوسوں دور پھینک دیا۔ اسی تناظر میں ہم مرزا غلام قادیانی کے خلاف مسلمانوں کی طرف سے بپا کردہ اس صدی کی عظیم تحریک کا جائزہ لیتے ہیں۔ مرزا قادیانی کسی گمنام خاندان کے فرد نہیں؟ بلکہ ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جس کا تذکرہ تاریخ کے صفحات میں موجود ہے۔ سرلیپل گریفن نے اپنی کتاب ''تاریخ رئیسانِ پنجاب'' میں مرزا قادیانی کے خاندان کا قصہ بیان کیا ہے؟ جس کا اردو ترجمہ سید نوازش علی شاہ مترجم دفتر گورنر پنجاب نے ۱۹۱۱ء میں سرکاری اجازت سے کر دیا تھا۔ اس کتاب کی جلد دوئم کے

صفحہ ۴۴ پر مرزا قادیانی کے خاندان کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاندان سکھوں کے دور اقتدار میں بھی سکھوں کے ساتھ مل کر پنجاب کے مختلف علاقوں میں مسلمان حریت پسندوں کے خلاف شمشیر بکف رہا۔ جب انگریز پنجاب میں آئے اور سکھ دور حکومت زوال پذیر ہوا تو مرزا قادیانی کے اسلاف انگریزوں کے ساتھ مل کر ان حریت پسندوں کے خلاف بھی نبرد آزما ہوگئے جو انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کے لیے مصروف جہاد تھے۔ مرزا قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے رنجیت سنگھ کی فوج میں ملازم رہ کر مہاراجہ کی ہر فوجی مہم میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ رنجیت سنگھ کے دور حکومت میں سید احمد شہید کے حریت پسندوں کا جہاد دراصل اسی سکھ حکومت کے خلاف تھا، اس لیے کشمیر پشاور اور ہزارہ پر سکھوں نے جتنے بھی حملے کیے وہ صرف مسلمانوں کے خلاف تھے۔ ان حملوں میں مرزا قادیانی کے والد اور بھائی غلام مرتضیٰ اور مرزا غلام قادر سکھ فوج میں ملازم ہو کر مسلمانوں کے خلاف مصروف پیکار رہے۔ مرزا غلام مرتضیٰ نے اپنی فوجی زندگی کا بیشتر حصہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بیٹے شیر سنگھ کی ملازمت میں بسر کیا اور یہ وہی شیر سنگھ ہے جس کی قیادت میں بالاکوٹ کے مقام پر سید احمد شہید کے مجاہدوں کی آخری جھڑپ ہوئی، جس میں جذبۂ جہاد سے سرشار اسلام کی عظیم تحریک اسلام کے نام پر قربان ہوگئی۔

مرزا قادیانی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوا۔ خاندانی نمک خواری کے اثرات کا اظہار بعد میں اس طرح ہوا کہ مرزا قادیانی نے بدیسی انگریزوں کے خلاف جہاد کو حرام قرار دے دیا اور انگریز کی حکومت کو اللہ کا سایہ اور خود کو اس کا خود کاشتہ پودا قرار دیا۔ ''بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد درست ہے یا نہیں؟ سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے، کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین واجب ہے، اس سے جہاد کیسا؟ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔'' (شہادت القرآن، ص ۵۴)

۱۹۲۹ء تک علماء نے علمی مباحثوں اور مناظروں کے ذریعے قادیانیت کا مقابلہ کیا، جو علماء اس میدان میں مرزا قادیانی کا مردانہ وار مقابلہ کرتے رہے۔ ان میں مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا لطیف اللہ علی گڑھی، مولانا احمد حسن دہلوی، شیخ الہند مولانا محمود حسن، علامہ انور شاہ کشمیری، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، مولانا عبداللہ لدھیانوی، محمد اسماعیل، مولانا محمد علی مونگیری، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف رحمہم اللہ تعالیٰ شامل ہیں۔

۱۹۲۹ء میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، چودھری افضل حقؒ، شیخ حسام الدینؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ اور مولانا ظفر علی خانؒ نے مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی۔ احرار کے قیام کے چند ہی دنوں بعد تحریک کشمیر کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہاں قادیانیوں نے کشمیریوں سے ہمدردی کے نام پر اپنی کفریہ سرگرمیاں شروع کر رکھی ہیں۔ قادیانیوں کے خلیفہ مرزا بشیر الدین نے کشمیر کمیٹی بنائی اور اس میں حضرت علامہ اقبالؒ کو بھی شامل کیا۔ پنڈت نہرو کو بھی قادیانیت کے بارے میں دھول جھونکنے کے لیے اس کمیٹی میں شامل کیا گیا۔ احرار کی تحریک پر علامہ اقبالؒ نے قادیانیت کا بغور مطالعہ کیا اور پنڈت نہرو کو قادیانیت کے بارے میں کیے گئے سوال کے جواب میں اپنے ایک خط میں لکھا ''قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔'' مولانا ظفر علی خان نے صحافت کے ذریعے اس فتنے کا تعاقب کیا۔ روزنامہ ''زمیندار'' اس مقصد کے لیے وقف تھا۔

احرار کے قیام سے قبل جتنی بھی کوششیں ہوئیں، وہ ساری علمی اور انفرادی سطح کی تھیں۔قادیانیوں کے خلاف منظّم تحریک احرار ہی نے اپنے قیام کے بعد چلائی۔۱۹۳۰ء میں محدث اعظم حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ جلسے کے موقع پر پانچ سو علماء کی موجودگی میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو ''امیر شریعت'' کا لقب عطا فرمایا اور قادیانیت کے خلاف جدو جہد کرنے کے لیے امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔آپ کی اقتداء میں پانچ سو جید علماء نے اس عظیم الشان اجتماع میں شاہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اب امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنی زندگی کو دو کاموں کے لیے وقف کر دیا ایک عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور دوسرا ہندوستان سے انگریزوں کا انخلاء۔احرار نے قادیانیت کا باقاعدہ اور منظّم انداز میں تعاقب کرنے کے لیے عوامی اجتماعات منعقد کرنے شروع کر دیئے۔قادیان میں جس کو قادیانی امت نے ایک علیحدہ ریاست بنا رکھا تھا، اپنا ایک دفتر قائم کیا، مستقل طور پر شعبۂ تبلیغ کی بنیاد رکھی اور ساتھ ہی مسجد و مدرسہ قائم کر دیا۔۲۱،۲۲،۲۳؍اکتوبر ۱۹۳۴ء کو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی صدارت میں قادیان میں عظیم الشان ''ختم نبوت کانفرنس'' منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا۔ مرزا بشیر الدین کی درخواست پر انگریز حکومت نے قادیان کی میونسپل حدود میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی۔احرار نے شہر کی حدود کے باہر یہ کانفرنس منعقد کی۔جس میں کراچی سے راس کماری تک کے دو لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔قیام پاکستان کے بعد مجلس احرار اسلام نے اپنی سیاسی حیثیت ختم کرنے کا اعلان کیا اور اپنی تمام تر طاقت تبلیغی و اصلاحی امور اور استحکام پاکستان کے لیے وقف کر دی۔احرار نے قیام پاکستان تک کیا کیا قربانیاں دیں اور انگریز کو اپنے اقتدار کا ٹاٹ لپیٹنے پر کیسے مجبور کیا؟ پاکستان کے قیام کے بعد قادیانیوں نے ربوہ (حال چناب نگر) کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور نئے طریقوں سے اپنا جال پھیلانا شروع کر دیا۔پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی کو بنایا گیا۔اس نے اپنے سرکاری منصب کا اپنے مذہب کی تبلیغ کے لیے بے دریغ استعمال کیا۔

قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کا سدباب کرنے کے لیے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ایماء پر مولانا لعل حسین اختر نے ۳؍جون ۱۹۵۲ء کو تمام مکاتب فکر کی مجلس مشاورت بلائی، تاکہ ایک مشترکہ پلیٹ فارم سے اس نئے فتنے کا سدباب کیا جا سکے۔اس مشترکہ مجلس نے ذیل کے مطالبات مرتب کیے:

(۱) قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

(۲) ظفر اللہ قادیانی کو وزیر خارجہ کے عہدے سے علیحدہ کیا جائے۔

(۳) تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔

۱۹۵۲ء کو قادیانیوں نے اپنا سال قرار دیا۔بلوچستان کو بالخصوص اور پنجاب کو بالعموم قادیانی سٹیٹ بنانے کے لیے اپنی سرگرمیاں شروع کر دیں۔۱۹۵۲ء کی آخری رات امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے چنیوٹ میں ایک عظیم الشان جلسے سے خطاب کرتے ہوئے اعلان فرمایا کہ ۱۹۵۲ء گزر چکا ہے اور قادیانیوں کی تمام پیش گوئیاں جھوٹی قرار پاتی ہیں۔اب

میں اعلان کرتا ہوں کہ ۱۹۵۳ء تحفظ ختم نبوت کا سال ہے۔مجلس احرار اسلام کی تحریک پر کراچی میں قائم ہونے والی کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے تحت پورے ملک میں قادیانیوں کے خلاف بھرپور احتجاجی مہم شروع ہوگئی۔ یہ مہم دیکھتے ہی دیکھتے ایک عظیم الشان تحریک میں بدل گئی۔اس تحریک میں مجلس احرار اسلام، جمعیت علمائے اسلام، جمعیت علمائے پاکستان، تنظیم اہل سنت، جمعیت اہل حدیث، جماعت اسلامی اور حزب اللہ شامل تھیں۔خواجہ ناظم الدین نے اس تحریک کو اپنے اور دولتانہ کے خلاف سمجھا اور اس کو کچلنے کے لیے طاقت کا بے دریغ استعمال کیا اور لاہور میں جزوی مارشل لاء لگا دیا گیا۔ پورے ملک میں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کو جیلوں کی نذر کیا گیا۔قائدین جب جیلوں سے رہا ہوکر آئے تو فضا بہت تبدیل ہوچکی تھی۔امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو بڑھاپے نے آن لیا۔عاشقانِ ختم نبوت نے ذرا آرام کے بعد تحریک کو نئے سرے سے منظم کرنا شروع کردیا۔دھیرے دھیرے پورے ملک میں تبلیغی طرز پر کام چلتا رہا۔آخر کار ۱۹۷۳ء میں آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر بارش کے پہلے قطرے کا کام کیا۔ملک بھر میں خوشی اور مسرت کے شادیانے بجائے گئے۔قائد احرار، جانشین امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ نے آزاد کشمیر اسمبلی کو مبارک باد دی۔سردار عبدالقیوم خان صدر آزاد کشمیر، ان کے رفقاء، اراکین اسمبلی اور کشمیری مسلمانوں کو قلب وجگر کی اتھاہ گہرائیوں سے ہدیۂ تحسین وتبریک پیش کیا۔

اس فیصلے نے مسلمانوں کو ایک ولولۂ تازہ دیا۔دوسری طرف مئی ۱۹۷۴ء میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کا ایک گروپ سیر وتفریح کی غرض سے چناب ایکسپریس سے پشاور جارہا تھا۔جب ٹرین ربوہ پہنچی تو قادیانیوں نے اپنے معمول کے مطابق مرزا قادیانی کی خرافات پر مبنی لٹریچر تقسیم کرنا شروع کردیا۔نوجوان طلباء اس سے مشتعل ہوگئے۔طلباء اور قادیانیوں کے مابین تو تکار ہوگئی۔طلباء نے ختم نبوت زندہ باد اور قادیانیت مردہ باد کے نعرے لگائے۔قادیانیوں نے اس وقت تو اس گروپ کو جانے دیا اور اپنے خفیہ ذرائع سے اس کی واپسی کی تاریخ کا پتا لگوایا۔واپسی پر ۲۹ مئی کو طلباء جب ربوہ پہنچے تو قادیانی دیسی ہتھیاروں سے مسلح ہوکر طلباء پر ٹوٹ پڑے اور جس ڈبے میں یہ گروپ سوار تھا' اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔انہوں نے طلباء کو نہایت بے دردی سے مارنا پیٹنا شروع کردیا۔طلباء لہولہان ہوگئے۔ان کا سامان لوٹ لیا گیا۔آناً فاناً یہ خبر فیصل آباد پہنچ گئی۔تحفظ ختم نبوت کے مقامی رہنما مولانا تاج محمود ایک بہت بڑا جلوس لے کر فیصل آباد سٹیشن پر پہنچ گئے۔یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی تھی' اس لیے ہزاروں شہری پہلے ہی سٹیشن پر موجود تھے۔مسلمانوں نے اس کھلی غنڈہ گردی پر زبردست احتجاج کیا اور طلباء کی مرہم پٹی کرائی گئی۔اگلے روز یہ خبر پورے ملک میں پھیل گئی اور ہر جگہ مظاہروں کا ایک طوفان اُمڈ پڑا۔اس واقعہ پر اسلامیانِ پاکستان کے احتجاج نے تحریک ختم نبوت کو نئی جہت دی۔عوام کے اس پرزور احتجاج پر حکومت کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی۔ پنجاب اسمبلی میں قائدِ حزبِ اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد نے اس واقعے پر اپنا احتجاج ریکارڈ کرواتے ہوئے فرمایا: ''ختم نبوت کی دینی حیثیت کے متعلق تمام مسالک کے علماء متفق ہیں کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

۹ رجون ۱۹۷۴ء کو لاہور میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی صدارت میں کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا اجلاس منعقد ہوا۔اجلاس میں شرکت کرنے والے علماء میں قائد احرار سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، مولانا

مفتی محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ مولانا عبدالستار خان نیازیؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ اور چودھری ثناء اللہ بھٹہؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ جبکہ نوابزادہ نصر اللہ خانؒ اور آغا شورش کشمیریؒ بھی اس اجلاس میں شریک تھے۔ اس موقع پر باقاعدہ طور پر مجلس عمل تحفظ ختم نبوت تشکیل دی گئی۔ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو اس کا کنوینر مقرر کیا گیا۔ مستقل انتخاب کے لیے ۱۷رجون کو فیصل آباد میں تمام دینی اور سیاسی جماعتوں کا مشترکہ اجلاس بلایا گیا۔ یہ اجلاس بھی مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں شرکت کرنے والی جماعتوں میں مجلس احرار اسلام مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علمائے اسلام، جمعیت علمائے پاکستان، حزب الاحناف، جماعت اسلامی، جمعیت اہل حدیث، مسلم لیگ اور پاکستان جمہوری پارٹی شامل تھیں۔ اس موقع پر جو ایکشن کمیٹی تشکیل پائی، اس کے کنوینر سید محمد یوسف بنوریؒ جبکہ سیکرٹری جنرل صاحبزادہ محمود احمد رضویؒ کو منتخب کیا گیا۔ اجلاس میں انتخاب کے حوالے سے کئی مشکل مرحلے آئے، مگر سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ اور آغا شورش کاشمیریؒ کی گہری بصیرت سے استفادہ کیا گیا اور تمام معاملات نہایت خوش اسلوبی سے طے پا گئے۔

اس کے بعد مجلس عمل کے قائد مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ، صاحبزادہ محمود احمد رضویؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ اور دیگر درجنوں علمائے نے مجلس عمل کے مطالبات کی راہ ہموار کرنے کے لیے پورے ملک کے دورے کیے۔ قادیانی اس تحریک سے بلبلا اٹھے اور مسلمانوں کو تشدد کے ذریعے ہراساں کرنے کے لیے کئی جگہ دستی بموں سے حملے کیے۔ حکومت نے ابتدائی طور پر تحریک کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ مرکزی اور مقامی سطح پر قائدین کی گرفتاریاں شروع کر دیں۔ جناب آغا شورش کاشمیریؒ کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے ہفت روزہ ’’چٹان‘‘ کو بند اور پریس کو سیل کیا گیا۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے صاحبزادے سید عطاء المحسن بخاریؒ کو پابند سلاسل کر دیا گیا۔ قائدین کی اکثریت تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے مطالبے کی پاداش میں جیل کی نذر ہو گئی مگر ان تمام معاملات نے تحریک کو ایک نئی جلا بخشی۔

طلباء تنظیمیں بھی میدان میں آ گئیں۔ جمعیت طلباء اسلام، تحریک طلباء اسلام، انجمن طلباء اسلام، اسلامی جمعیت طلباء نے اس تحریک میں زبردست کردار ادا کیا۔ تحریک طلباء اسلام کے مرکزی صدر ملک رب نواز چنیوٹی اپنی پرجوش تقریروں کی وجہ سے حلقے میں بہت زیادہ مشہور تھے۔ حکومت نے انہیں گرفتار کر لیا، مگر تحریک پھیلتی چلی گئی۔ بالآخر حکومت نے قوم کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے اور قومی اسمبلی میں قائد حزب اقتدار جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے سانحہ ربوہ اور قادیانی مسئلے پر سفارشات مرتب کرنے کے لیے پوری قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دیا۔ جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے قومی اسمبلی میں ایک پرائیویٹ بل پیش کیا، جس پر اٹھائیس معزز اراکین اسمبلی کے دستخط ثبت تھے اور یہ بل حزب اختلاف کی طرف سے تھا۔ ان دنوں حزب اختلاف کے قائد مولانا مفتی محمودؒ تھے۔ صاحبزادہ فاروق علی خان کی صدارت میں قادیانی مسئلے پر ایوان میں بحث شروع ہو گئی۔ قادیانی اور لاہوری گروپ نے اپنے اپنے محضر نامے پیش کیے۔

قادیانی گروپ کے جواب میں ’’ملت اسلامیہ کا موٗقف‘‘ نامی محضر نامہ تیار کیا گیا۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ نے حوالہ

جات کی تدوین کا کام کیا۔مولانا محمد تقی عثمانی اور مولانا سمیع الحق نے ان حوالہ جات کو ترتیب دے کر ایک خوبصورت کتاب مرتب کرلی۔ چند دنوں میں یہ محضر نامہ تیار ہوگیا، جس کو مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نے قومی اسمبلی میں پڑھا۔لاہوری گروپ کے جواب میں حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے مستقل طور پر محضر نامہ تیار کیا۔قادیانی گروپ کے سربراہ مرزا ناصر کو قومی اسمبلی کے سامنے اپنا مؤقف پیش کرنے یا سوالات اور جوابات پر جرح کے لیے بلایا گیا۔۵ سے ۱۱ اور ۲۰ سے ۲۱ راگست ۱۹۷۴ء تک کل گیارہ روز مرزا ناصر احمد قادیانی پر جرح ہوئی۔۲۷اور ۲۸ راگست لاہوری گروپ کے صدرالدین، عبدالمنان عمر اور سعود بیگ پر ہر روز جرح ہوئی۔۵، ۶ رستمبر کو اٹارنی جنرل آف پاکستان جناب یحییٰ خان بختیار نے بحث کو سمیٹا۔انہوں نے دو روز تک اراکین قومی اسمبلی کے سامنے اپنا مفصل بیان پیش کیا۔

۷رستمبر۱۹۷۴ء کو ۴ بج کر ۳۵ منٹ پر قادیانیوں کے دونوں گروپ مرزائی اور لاہوری گروپ کو قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ذوالفقار علی بھٹو نے قائد ایوان کی حیثیت سے خصوصی خطاب کیا اور عبدالحفیظ پیرزادہ نے آئینی ترمیم کا تاریخی بل پیش کیا۔یہ بل متفقہ رائے سے منظور کیا گیا تو حزبِ اختلاف اور حزب اقتدار کے ارکان فرط مسرت سے آپس میں بغل گیر ہوگئے۔پورے ملک میں اسلامیان پاکستان نے گھی کے چراغ جلائے۔

یہ دن ہمیں اپنے اسلاف کی بے مثال قربانیوں کی یاد دلاتا ہے۔جن کی برکت سے قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم اور ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت صدارتی آرڈیننس پر نیک نیتی کے ساتھ مؤثر طور پر عملدرآمد کرائے، مرزائیوں کو اپنی متعینہ حیثیت کے اندر رہنے کا پابند بنائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں مرتد کی شرعی سزا نافذ کرے۔اس وقت برصغیر میں اس مسئلے کی داعی جماعت مجلس احرار اسلام اور اس کے شعبۂ تبلیغ تحریک تحفظ ختم نبوت کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ......عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور مرزائیت کے استیصال کے لیے کام کر رہی ہے، جبکہ بعض شخصیات اور علاقائی ادارے بھی اس محاذ پر بڑی محنت کر رہے ہیں۔

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران و تاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762